نظرات

از عمید الرحمٰن عثمانی

دانائے راز علامہ اقبال نے کہا ہے اور بجا کہا ہے کہ ؎

آدمیت احترامِ آدمی باخبر شو از مقامِ آدمی

انسان اس سرزمین پر خالقِ کائنات کا حسین شاہ کار اور نائب سلطنت ہے اور اس میں ان تمام اوصاف اور کمالات کا ہونا لازمی اور ضروری ہے جو خود خالقِ کائنات نے اس کی ذات کے اندر ودیعت کر رکھے ہیں۔ اور ان سب میں اہم ترین صفت انسان شناسی ہے۔ اس میں خود اس کی اپنی ذات بھی شامل ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ ملکہ حاصل ہوگا تو وہ بجا طور پر خالقِ کائنات کا خلیفہ اور نائب سلطنت ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ انسان کو اپنی معرفت اور نوعِ انسانی کے عرفان کے لیے کیا کرنا ہوگا؟ ہمارے خیال میں اس کا آسان ترین اور مجرب ترین نسخہ دنیا کے سب سے بڑے انسان اور مردِ کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر دنیا کو حیران کر دیا ہے کہ "اوروں کے لئے اس بات کو پسند نہ کرو جو تمہیں اپنی ذات کے لئے پسند نہیں" یا یہ کہ "خدا کی قسم وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے کرتوت سے اس کے پڑوسی پریشان ہوں۔" یہ دو رہنما اصول ہیں جن کو سامنے رکھ کر انسان بنتا ہے اور وہ آدمیت کا احترام کرنے لگتا ہے۔ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ کون انسان ایسا ہوگا جو اپنا قتل ہونا پسند کرے، کون انسان ہوگا جو اپنے مال و متاع کو آگ لگانا پسند کرے، کون انسان ہوگا جو اپنے گھر کی عورتوں کی عصمتیں برباد ہوتے دیکھے اور خوش ہوتا رہے، کون انسان ہوگا جو اپنے عزیزوں، جگر کے ٹکڑوں اور [illegible]

نیزوں، بندوقوں اور چھروں کا نشانہ بنا دیجئے اور وہ پامال نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی اس وسیع و عریض سرزمین میں کہیں بھی کوئی انسان نہیں ملے گا۔ یورپ میں اس کا نام و نشان نہیں ملے گا۔ ایشیا میں اس کا وجود نظر نہیں آئے گا، افریقہ میں اس قسم کی ذلت شنیعہ کا پتہ نہیں ملے گا اور جہاں جہاں انسان رہتا ہے وہاں وہاں ایک بھی انسان ایسا نظر نہیں آئے گا جو اپنے سرمایۂ حیات کو غارت ہوتا دیکھ کر خوش ہوتا ہو۔ دنیا کے سب سے بڑے انسان نے فرمایا کہ جو چیز تمھیں اپنے لئے پسند نہیں اسے دوسروں کے لئے پسند نہ کرو۔ پس اگر دنیا کے کسی انسان کو اپنی ذات کے لئے اس قسم کی مجنونانہ حرکتیں پسند نہیں ہو سکتیں، تو وہ ان چیزوں کو اوروں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے؟ اور پھر بھی اپنے انسان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہاں اس کی وضاحت ضروری ہے کہ اس انسانی معاملے میں مذہب کے فرق کو کوئی دخل نہیں۔

مذہب کیا ہے؟ مذہب دراصل انسان کو انسان بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ کون مذہب ہے جو غارت گری کی تعلیم دیتا ہے؟ کون مذہب ہے جو لوٹ مار سکھاتا ہے۔ کون مذہب ہے جو انسان کو وحشت و بربریت کا فلسفہ پڑھاتا ہے۔ تمام مذاہب کے بنیادی اصولوں کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر نظر آئے گی کہ ہر مذہب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان انسان بنے تاکہ آدمیت کا احترام کرے اور آدمی کے مقام کو پہچانے اور اس طرح سے خود کو پہچانے۔ دنیا کے اس سب سے بڑے انسان نے یہ بھی فرمایا کہ تمام انسان اللہ کا کنبہ اور عیال ہیں۔ ایک گھر میں دس افراد ہوں گے اور تمام کے تمام خاندان کے افراد ہوں گے۔ ان افراد خاندان میں کون ایک کو دوسرے سے ممتاز سمجھتا ہے، کون آپس میں غارت گری کرتا ہے۔ اگر افراد خاندان میں اختلافات ہوں تو اُن کو بوجہ احسن دور کیا جاتا ہے اور خاندان کو ایک دوسرے کی جان کا لہو پینے سے بچانے کے لئے کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ انسان پیدائش کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف نہیں [illegible] ایک انسان کا دوسرے

انسان کے ساتھ اختلاف ہونا بھی فطری ہے اُسے مٹایا نہیں جا سکتا مگر اختلاف کو دور کرنے کے معاملہ میں انسان کو انسانیت کی شان کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اختلاف کو دور کرنے کے لئے اگر انسان بربریت اور بہیمیت کا مظاہرہ کرنے لگے تو وہ انسان اور انسانیت کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے۔

ہمارا ملک ایک نیم براعظم ملک ہے۔ مختلف تمدنوں کا گہوارہ ہے۔ اس لیا قدرتی طور پر مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف مذاہب کے ماننے والے، مختلف معاشرتیں رکھنے والے الگ الگ رنگ اور روپ کے لوگ موجود ہیں، صوبوں میں اپنے اپنے رسم و رواج ہیں۔ رہن سہن کے اپنے اپنے طریقے ہیں۔ بول چال اپنی اپنی ہے مذاہب اپنے اپنے ہیں اور اسی اختلاف میں اتحاد بھی ہے اور کثرت میں وحدت پنہاں ہے کہ سب ایک سرزمین کے رہنے والے ہیں جن کے مفادات بھی مشترک ہیں اور نقصانات بھی۔ سوچنے کی بات صرف یہ ہے کہ لگاتار بارشوں سے دریاؤں میں باڑھ آجاتی ہے تو وہ تباہی پھیلاتے وقت یہ نہیں دیکھتیں کہ مسلمان کا کھیت تباہ ہو رہا ہے یا ہندو کا، محلے میں آگ لگ جاتی ہے تو آگ یہ نہیں سوچتی کہ ہندو کا گھر جلتا ہے یا مسلمان کا۔ اسی طرح خدانخواستہ ملک پر بیرونی حملہ ہو تو حملہ آور اس ملک کے رہنے والوں کے چہروں کو دیکھ کر ان کی گردن نہیں پکڑے گا۔ اس کے سامنے جو آئے گا برباد ہو جائے گا۔ ہندوستان انگریز سامراج کی غلامی میں گرفتار رہا تو ہر ہندوستانی کے گلے میں غلامی کا طوق تھا۔ آزاد ہوا تو ہر ہندوستانی آزاد ہوا۔ اب جب یہ صورت ہے تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں لڑنے جھگڑنے اور اس لڑنے جھگڑنے میں انسانیت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر حیوان بننے کا کیا جواز ہے؟ ماتم اس بات کا ہے کہ انسان حیوان بن رہا ہے وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو بھول گیا

[illegible]

[illegible] کے پیغام کی مٹی پلید کرتا ہے اور مسلمان امن و سلامتی کے پیغمبر کے پیغام سے روگردانی کرتا ہے۔ سکھ اس ملک کے سب سے بڑے صوفی اور امن دوست مصلح نانک کے صلح کل والے مسلک سے منہ موڑتا ہے اور ہر ہندوستانی بلا لحاظ مذہب وملت جو اس شرمناک خونریزی میں حصہ لیتا ہے، عہد حاضر کے ایک بہت بڑے انسان کی توہین کرتا ہے جس نے اپنی جان ہندو مسلم اتحاد کے کاز کے لئے قربان کر دی اور جس کے خون کے داغ ابھی تک ہندوستان والے اپنے دامن سے نہیں دھو پائے ہیں۔

ہماری پریشانی اور ہماری تشویش اس بات پر ہے کہ انسان بے رحمی کا شکار ہو رہا ہے۔ آزادی کے ۳۹ سال بعد بھی ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تباہی کے درپے ہے مگر اس سے زیادہ پریشانی اس بات کی ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اپنی زریں روایات کو خاک میں ملا کر انسانیت کو رسوا کر رہے ہیں اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ ہم صدیوں تک اس کی تلافی نہیں کر پائیں گے۔ تاریخ بہت ظالم اور بے رحم ہوتی ہے وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ ایک وقت آئے گا جب آج کی اس بربریت کی تاریخ پڑھی جائے گی اور آئندہ آنے والی نسل ہم پر رحمت کی بجائے لعنت بھیجے گی۔ ہماری آنے والی نسلوں کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کی جنگ آزادی لڑنے والا عدم تشدد کا پرچارک گاندھی خود تشدد کا شکار ہوا اور ہندوستان کی تہذیب داغدار ہوئی تو وہ کیا کہیں گی پھر جب ان کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ گاندھی صرف ایک دفعہ گولی کا شکار نہیں ہوا بلکہ آزادی پانے کے بعد بھی چار دہائیوں میں اس کا سینہ ہر روز گولیوں سے چھلنی ہوتا آرہا ہے۔ مراد آباد میں اس پر قیامت برپا کی جاتی ہے۔ علی گڈھ میں اسے تختۂ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ جمشید پور اور احمد آباد میں اسے سولی پر چڑھایا جاتا ہے تو ظاہر ہے ہماری یہ آنے والی نسلیں ہم پر

جمیل مہدی

درود و سلام نہیں، لعنت ہی بھیجیں گی۔ سوال یہ ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہ سوال ہر ہندوستانی کو اپنے آپ سے کرنا ہوگا اور خود ہی اس کا جواب بھی دینا ہوگا اور ظاہر ہے کہ اگر ہر شخص اس سوال کا جواب دینا چاہے تو آسانی سے دے سکتا ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر ملک کا ہر باشعور انسان قدرتی طور پر تشویش میں گرفتار ہے۔ لیکن صرف تشویش میں گرفتار ہونا کافی نہیں بلکہ ہر دردمند دل والے انسان کو اس صورت حال کی اصلاح کے لئے حتی الامکان کوشش کرنی ہوگی۔ ہر دانشمند اور صاحب فہم انسان پر یہ ایک انسانی اور قومی فریضہ ہے کہ وہ اس عذاب سے ملک کو نجات دلانے کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں بروئے کار لائے۔ عام لوگوں پر یہ بات ذہن نشین کرنا ہوگی کہ بیرونی جارحیت کے مقابلے میں ملک کا اندرونی انتشار زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اندرونی انتشار بیرونی جارحیت کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ قوموں کو غلام بنانے کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ ہندوستانی قوم بحیثیت مجموعی صلح پسند، روادار اور عالی حوصلہ ہے۔ فسادیوں، فسطائی قوتوں اور بدمعاشوں کی ایک مٹھی بھر جماعت ملک کے امن اور ملک کی تہذیب کو برباد کر دیتی ہے اور افسوسناک بات یہی ہے کہ اتنی بڑی صلح پسند قوم اس مٹھی بھر گروہ کا قلع قمع نہیں کر سکتی۔ اس کے عزائم کو خاک میں ملا نہیں سکتی اور اس کے ارادوں کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ دانشور طبقے کا یہی کام ہے کہ وہ قوم کو ایک سمت دیں اور

…مجبور کریں کہ مفسدہ پردازوں کی اس مٹھی بھر جماعت کا صفایا کردے۔ …واقعی بڑی شرم کی بات ہے کہ صرف چند غنڈے اتنی بڑی قوم کو …یرغمال رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور قوم اس کا تدارک نہیں …کرسکتی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ غنڈوں اور بدمعاشوں کا کوئی مذہب …نہیں ہوتا۔ اُن کا اگر کوئی مذہب ہے تو وہ فساد فی الارض ہے …اور اس طرح افراتفری بپا کرکے اپنے حقیر مفادات کی حفاظت کرنا ان کا …دین بھی ہے اور دھرم بھی۔ یہ منطق ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ کوئی دیندار …مسلمان فساد کا روادار ہوگا۔ وہ جانتا ہے کہ ایک انسان کے بلاوجہ قتل کو …قرآن مجید نے تمام عالم انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ ہم یہ نہیں مان سکتے …کہ ایک سچا ہندو امن کو درہم برہم کرنے اور قتل و غارت کو ہوا دینے …کا ناپاک کام کرے گا کیونکہ اسے اپنے مذہب اور دھرم نے بتایا ہے …کہ عدم تشدد سب سے بڑا دین اور سب سے بڑا مذہب ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ تشدد، تعصب، نفرت، دہشت …انگیزی، تنگ نظری اور فرقہ واریت کی لعنتوں سے ملک کو پاک …کرنے کے لئے انسانیت، آدمیت اور احترام آدمیت کا سبق ملک …کے کونے کونے میں پھیلا دیا جائے۔ انسانیت، شرافت، محبت کا …پیغام سب سے بڑا پیغام ہے۔ انسان کو حقیقی انسان بنانے کی طرف راغب …کرنے کا کام سب سے بڑی عبادت ہے۔ نفرت ایک آگ ہے

جس میں خود نفرت کرنے والا بھی جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ محبت آب حیات ہے جو قوموں کو رہتی دنیا تک زندہ رکھتی ہے۔ بہرحال ؎

جو اربابِ سیاست ہیں وہ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

معزز قارئین! ہمیں شرمندگی ہے کہ مفکرِ ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی علیہ الرحمہ کے شایانِ شان اب تک برہان کا خصوصی شمارہ منظر عام پر نہیں آسکا۔ کوشش برابر جاری ہے اور اس سلسلہ میں محترم جناب جمیل مہدی، قبلہ مولانا فقیہ الدین، مولانا سید انیس الحسن، مولانا محمد سعید الرحمٰن شمس مدیر نصرۃ الاسلام کشمیر اور راقم نمبر کی ترتیب اور مواد کی فراہمی میں مصروف کار ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ نئے سال کے آغاز میں یہ دستاویزی پیشکش نذر قارئین ہو سکے گی، آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا حکیم محمد زماں صاحب حسینی مدظلہ رسالہ برہان کے سرپرست اور مدیر اعزازی جناب مولانا قاضی اطہر مبارک پوری صاحب مدظلہ ان حضرات کی موجودگی کے بغیر یہ اہم کام میں سمجھتا ہوں کہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہونچ سکے گا۔ (شکریہ)